

رُوح کو زندہ رکھنے کا بیان

نمبر 3444

ایک خطبہ

جو جمعرات، 4 فروری 1915 کو شائع ہوا

سی۔ ایچ۔ سپرجن کے ذریعہ دیا گیا

میٹروپولیٹن عبادت گاہ، نیوٹنگٹن میں

اتوار کی شب، 27 مارچ 1870 کو

”اپنی ہی جان کو کوئی زندہ نہیں رکھ سکتا۔“

زبور 29:22

خُود کفالت انسان کی فطرت کا گناہ ہے، اور کامل کفالت فضل کی بخشش ہے۔
—اسماعیل، جو اپنی مشکیزہ لے کر بیابان میں روانہ کیا گیا، اُس انسان کی تصویر ہے جو اپنی ذات پر بھروسا رکھتا ہے
جبکہ اسحاق، جو جرار کے نہ ختم ہونے والے کنوؤں کے پاس سکونت پذیر ہوا، اُس انسان کی مانند ہے جسے فضل نے رہنمائی
کی کہ اُس خدا کی لافانی تسلیوں پر توکل کرے جو سب کا پالنے والا ہے۔
انسان کو اپنی ذات پر بھروسے سے باز رکھنا اتنا ہی دشوار ہے جیسے نیاگرا کے بہاؤ کو الٹا دینا۔

—وہ ابتدا میں یہ گمان کرتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو زندہ کر سکتا ہے
اور جب اس پر یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ یہ امر محال ہے
تب وہ اس خیال کے پیچھے پناہ لینے کی کوشش کرتا ہے کہ وہ اپنی جان کو زندہ رکھ سکتا ہے۔
نہیں! اگرچہ انسان خطاؤں اور گناہوں میں مردہ ہے، اور یہ خیال کہ موت زندگی پیدا کرے گی صریح جہالت ہے
تاہم گنہگار اب بھی یہ سمجھتا ہے کہ اپنی کچھ کوششوں سے وہ مردہ پسلیوں میں جان ڈال دے گا
کہ گنہگار اپنی ہی قوت سے راستباز بن جائے گا
کہ وہ انسان جو گناہ سے اُسی طرح بھرا ہے جیسے چیتا اپنے داغوں سے مملو ہے
پھر بھی اپنی ذاتی طاقت سے اُن داغوں کو جھاڑ کر پاکیزہ ہو سکتا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ جب انسان اُس کھلی جہالت سے شفا پاتا ہے
تب بھی اُسے دوسری بیماری سے شفا پانے میں اتنی ہی مشقت اٹھانی پڑتی ہے
کیونکہ وہ بھی جو خدا کے حضور زندہ کیے گئے ہیں، کم یا زیادہ اس جھوٹی خود اعتمادی میں گرفتار ہو جاتے ہیں
کہ وہ اپنی جان کو زندہ رکھ سکیں گے۔
اور ہم میں سے وہ شخص بھی جو سب سے زیادہ جانتا ہے کہ وہ ایسی قدرت نہیں رکھتا
کبھی کبھی اپنے آپ کو ایسے عمل میں ملوث پاتا ہے جیسے وہ اس بات پر ایمان رکھتا ہو
کہ اپنی جان کو زندہ رکھنے کی قدرت اُسی میں ہے۔

عقیدہ میں صحیح ہونا ایک امر ہے
لیکن اُس سچائی کو دل کی گہرائی میں پیوست کرنا دوسرا امر ہے۔
یہ مان لینا کہ میں ہر دن خدا کے فضل پر موقوف ہوں، آسان بات ہے
لیکن اُس انحصار کو اور اُس کی لطیف آگاہی کو
—اپنے تمام معاملات زندگی میں، خدا سے اور انسان سے معاملات میں بھی، ساتھ لے کر چلنا
یہ فطرت کا نتیجہ نہیں بلکہ خود فضل کا عمل ہے۔

اب، آج شب میرا بیان
ہم مومنوں کے طور پر اپنی مکمل محتاجی پر ہے کہ ہم کس طرح خدا پر کلیتاً منحصر ہیں۔
اگر ہم سچ مومن ہیں

تو ہمیں مردوں میں سے زندہ کیا گیا ہے۔
—ہماری جانیں مسیح کی حیات سے زندہ کی گئی ہیں
ہم اُسی زندگی میں زندہ ہیں جو مسیح نے ہمیں عطا کی ہے۔
لیکن ہم اپنی جانوں کو زندہ نہیں رکھ سکتے
جس طرح ہم نے ابتدا میں خود کو زندہ نہیں کیا تھا۔

—یہی وہ نکتہ ہے جس پر آج شب غور کیا جائے
خدا کرے کہ اس کی گہری اور فروتنی بخش تعلیم ہم سب کے لیے مقدس کی جائے۔

—اَوّل، مجھے اجازت دو کہ

I

میں اس عقیدہ کو کچھ تفصیل سے کہوں۔ :

یہ گویا اُن روٹیوں کی مانند ہے جو مسیح کے حضور لائی گئیں—اُسے توڑنے کی حاجت ہے، اور ہم بھی اُسے یوں توڑ کر بانٹیں گے۔

مومن کی زندگی خدا پر کامل انحصار رکھتی ہے۔

وہ اُسے اپنی قدرت سے برقرار نہیں رکھ سکتا کیونکہ اُس کی اصل یہی ہے۔

یہ ایک عطا شدہ زندگی ہے۔

ہم جانتے ہیں کہ ہمارے نجات دہندہ نے تاک کے مثل میں یہ بات کیسی صاف اور روشن طور پر بیان کی ہے۔

”مسیحی کی زندگی اُس الگ پودے کی زندگی نہیں جو مٹی میں لگا ہو اور اپنی جڑوں سے اپنی غذا چوسے بلکہ یہ اُس پودے کی زندگی ہے جو سارا رس تنے کے ذریعہ لیتا ہے، اُس جڑ کے ذریعہ جو خود اُس میں نہیں۔

وہ جڑ کو نہیں اُٹھائے ہوئے بلکہ جڑ اُسے اُٹھائے ہے۔

پس اگر شاخ کو تاک سے کاٹ دیا جائے

تو شاخ سے زندگی بھی چھین لی جاتی ہے۔

،کیونکہ اگرچہ زندگی اُس شاخ میں موجود ہے جب تک وہ تاک سے پیوست ہے

،تاہم اُس میں اپنی ذات سے کوئی زندگی موجود نہیں

سوائے اُس پیوستگی کے جو اُسے تاک سے حاصل ہے۔

اے لوگو، تم مردہ ہو—تو پھر تمہاری زندگی کہاں ہے؟

،تمہاری زندگی مسیح کے ساتھ خدا میں مخفی ہے

”اور اگر تم زندہ ہو تو اسی سبب سے کہ “کیونکہ میں زندہ ہوں، تم بھی زندہ رہو گے۔

تمہاری زندگی اپنی ذات میں الگ وجود نہیں رکھتی۔

تمہاری زندگی، تمہاری جان کی سچی زندگی، عطا شدہ زندگی ہے

اور مسیح یسوع میں قائم ہے۔

اسی مبارک کلام خدا سے ایک اور مثال بھی ہمیں یہی مفہوم عطا کرتی ہے۔

ہم اُس کے بدن کے اعضا ہیں، اُس کے گوشت اور اُس کی ہڈیوں میں شریک ہیں۔

—میرے ہاتھ میں زندگی ہے—شک سے بالاتر زندگی

لیکن اگر وہ ہاتھ گندے پر رکھا جائے

،اور جلاد کی کلہاڑی اُسے بازو سے کاٹ ڈالے

تو اُس ہاتھ میں کوئی زندگی باقی نہ رہے گی

کیونکہ وہ قلب، جو حیات کا مرکز ہے، اُس سے جدا ہو گیا۔

،عضو اپنی جگہ حرکت کرتا اور کسی حد تک زندہ معلوم ہوتا ہے

—لیکن یہ زندگی عطا شدہ ہے، نسبت کی زندگی ہے

اور حقیقت میں وہ اُسی لیے زندہ ہے

کیونکہ وہ اُس شے سے جڑا ہوا ہے جس میں اُس کی اصل حیات بستی ہے۔

،سو دیکھ لو، اے بھائیو

،کوئی اپنی جان کو زندہ نہیں رکھ سکتا

—کیونکہ جان کی حقیقی زندگی اپنی ذات میں نہیں بلکہ کسی اور میں ہے

یعنی مسیح میں، جو اُس کا سر ہے۔

علاوہ ازیں، جو زندگی مومن میں ہے وہ بے حد محتاج اور وابستہ زندگی ہے۔

ہم نئے جنم میں پیدا ہوتے ہیں
لیکن جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو اگر ماں کی نگہداشت باقی نہ رہے
تو وہ زندہ نہیں رہتا۔
اُسے گود میں جھلایا جانا لازم ہے
اُسے دودھ پلایا جانا لازم ہے
اُس کی ہزار ہا چھوٹی چھوٹی حاجات پوری کی جانی ضروری ہیں
جن کی غفلت اُس چھوٹی سی جان کو جلد ختم کر ڈالتی۔

جب ہمارے عزیز نو ایمان مسیح میں پیدا ہوتے ہیں
تو ہمارا اُن کے لیے اضطراب ختم نہیں ہوتا۔
اُن کی زندگی کمزور اور ناتواں ہوتی ہے
اور اگرچہ ہم ایمان رکھتے ہیں کہ وہ مرے گئے نہیں بلکہ زندہ رہیں گے
تاہم وہ اُسی لیے زندہ ہیں
کہ مسیحی خاندان کے عظیم باپ اس بات کی تدبیر کرتے ہیں
کہ اُنہیں خدا کے کلام کا خالص دودھ ملتا رہے
اور وہ خدا کے گھر کی عبادات میں تربیت پائیں
تعلیم اور پرورش پائیں
یہاں تک کہ مسیح یسوع میں بالغ مردوں کے مرتبہ تک پہنچیں۔

اے بھائیو
جس طرح بچے کی زندگی باقی نہیں رہ سکتی
جب تک اُس کے لیے وہ سب کچھ نہ کیا جائے
جو وہ خود نہیں کر سکتا
—اسی طرح مسیحی کی زندگی بھی اُسی نوعیت کی ہے
مبارک روح القدس کی خدمتوں اور اُس رحیم فدیہ دینے والے کی نگہداشت پر موقوف ہے
جو فضل کے سبب بچوں کی نگرانی اُس دایہ کی مانند کرتا ہے
جو اپنے طفل کی حفاظت میں سرگرم رہتی ہے۔

ہاں، لیکن تم کہو گے کہ یہ بات نو ایمانوں پر صادق آتی ہے
مگر اُن کا کیا جو مسیح میں بالغ مرد ہو جاتے ہیں؟
میں عرض کرتا ہوں کہ اگرچہ مثال پورے طور قائم نہ رہے
تاہم سچائی اپنی جگہ برقرار ہے
اور ہم مثال بدل کر پھر اُسی پر لوٹتے ہیں
جس کا ذکر پہلے کیا گیا۔

ایک مکمل بازو اگر تن سے جدا کر دیا جائے
—تو وہ بھی اُسی طرح مر جائے گا جیسے نومولود بچے کا بازو
اور وہ عظیم شاخ جو اُس قدیم بلوط کی مانند خود بھی ایک درخت ہو
اگر وہ اصل درخت سے کاٹ دی جائے
تو وہ بھی سوکھ جائے گی۔
یہ کچھ بھی فرق نہیں رکھتا
کہ مسیحی کی روحانی نشوونما کتنی عظیم ہو چکی
یا اُس کا تجربہ کتنا پختہ ہو چکا ہو
وہ جو کچھ ہے اور جو کچھ رکھتا ہے
—اُس کا سب کچھ مسیح سے اتحاد کی برکت سے ہے
وہ اپنی جان کو زندہ نہیں رکھ سکتا۔

اگر مجھے اس بات کو کسی مثال میں بیان کرنے کی اجازت ہو
تو کچھ یوں کہا جائے گا کہ
سب ایمان دار آسمانی دربار کے پنشن یافتہ ہیں۔

جب وہ ایمان میں آتے ہیں
تو وہ آسمانی خزانے سے نہایت قلیل پنشن لیتے ہیں۔
وہ فضل میں غریب، ایمان میں غریب، ہر چیز میں غریب ہوتے ہیں
لیکن اتنا پاتے ہیں
جتنا اُن کی گزر بسر کے لیے کافی ہو۔

پھر رفتہ رفتہ اُنہیں ترقی دی جاتی ہے
اور اُن کی پنشن اب پچاس پاؤنڈ نہیں، بلکہ سو پاؤنڈ ہو جاتی ہے۔
اس کے بعد وہ پھر ترقی پاتے ہیں
لیکن جتنا زیادہ پاتے ہیں
، اتنا ہی اُن کی ضرورتوں میں اضافہ ہوتا ہے
اور جو کچھ ملتا ہے
وہ سب خرچ کرنا پڑتا ہے۔

آخر کار تصور کرو کہ اُن میں سے ایک اعلیٰ رتبے پر فائز ہوا
—اور بادشاہی خزانے سے سالانہ دس ہزار پاؤنڈ وصول کرنے لگا
، تو بھی، اے میرے بھائیو
اگر کبھی اُس پنشن کا سلسلہ منقطع ہو جائے
تو وہ اتنا ہی مفلس ہے
جتنا وہ جو صرف پچاس پاؤنڈ لیتا تھا۔
کیونکہ جیسا میں نے کہا
—وہ جو کچھ لیتا ہے اُسے اُسی وقت خرچ کرنا پڑتا ہے
اور اگر وہ اب دولت مند ہے
تو صرف اس لیے کہ اُس کے فضل سے بھرے بادشاہ نے
اُسے مسلسل آمدنی عطا فرمائی ہے۔

لیکن اگر وہ آمدنی بند ہو جائے
تو خواہ وہ فضل میں اعلیٰ درجہ پر پہنچ چکا ہو
، وہ اپنی جان کو زندہ نہیں رکھ سکتا
اسی طرح جیسے وہ نہیں رکھ سکتا
جو ابھی بادشاہوں کے بادشاہ کے خزانے سے پنشن لینے کی ابتدا کر رہا ہو۔

، تمہاری ساری روحانی دولت مسیح سے جاری ہوتی ہے
اور اگر تم اُس سے جدا ہو جاؤ
، تو ننگے، غریب اور رنجیدہ ہو جاؤ گے
چاہے جو کچھ بھی تمہارا دعویٰ ہو۔

، اسی ایک صداقت کو مزید ٹکڑوں میں توڑتے ہوئے
مجھے اجازت دو کہ یہ بیان کروں کہ مومن کی زندگی ہمیشہ خطرہ میں پڑی رہتی ہے۔
کسی نہ کسی طور، وہ ہر وقت ایسے خطرہ میں ہے
جس سے کوئی انسان اپنی جان کو زندہ نہیں رکھ سکتا۔

، میں نے یہ پایا ہے کہ بعض مسیحیوں میں، اور اپنی ذات میں بھی
ایک عظیم روحانی خطرہ کا منبع سستی ہے۔
، میری مراد یہ ہے کہ انسان ایک قسم کی غفلت کا شکار ہو جاتا ہے
، وہیں رک جاتا ہے جہاں پہنچا ہو
، اپنی روحانی ترقی پر راضی ہو جاتا ہے
اپنی جوانی کی تازگی اور جوش کو کھو دیتا ہے۔

اب بتاؤ، روح کب زیادہ خطرہ میں ہوتی ہے
جب وہ روحانی سستی میں گر پڑے؟

تب تو، یقیناً، دشمن اعظم مسیحی لشکرگاہ میں چپکے سے آگھستا ہے
 —جیسے داؤد اور ابیشے، ساؤل کے لشکر میں چپکے داخل ہوئے تھے
 ،اور جب جانوں کا دشمن، وہ بڑا اڑدبا
 کسی مسیحی کو سوتا ہوا پاتا ہے
 ،تو اپنا نیزہ اٹھاتا ہے
 اور اگر فضل الہی اُس شیطانی ہاتھ کو نہ روکے
 تو اُس کی ایک ہی ضرب مومن کو نیست و نابود کر دے۔
 وہ اسے دوبارہ مارنے کا محتاج نہ ہوتا۔

اے کاش! اگر وہ صرف ایک ہی وار کر پاتا
 ،اور خدا کا خودمختار فضل اُسے باز نہ رکھتا
 تو وہ مومن کی جان کو بالکل فنا کر دیتا۔

اب، چونکہ ہم میں اکثر وقتاً فوقتاً سُستی کے گھیرے میں آ جاتے ہیں
 ،اور اچانک غفلت ہمیں آ لیتا ہے
 یہ بات بالکل یقینی ہے
 کہ ہم اپنی جان کو زندہ نہیں رکھ سکتے۔

،لیکن اگر ہماری آزمائش سستی نہ بھی ہو
 تو بھی ہم میں کون ہے
 جو کبھی کمزوری کا شکار نہ ہوا ہو؟
 سب سے دلیر مومن کی ایمان بھی
 بعض اوقات شک میں بدل جاتی ہے۔

جب داؤد معرکہ جنگ میں تھا
 ،تو لکھا ہے کہ بادشاہ کمزور ہو گیا
 —اور جولیات کا بیٹا اشبویین اُس کو مارنے ہی والا تھا
 اور بعض اوقات ایسا ہوا
 کہ وہ شرارت جسے ہم نے پہلے کے دنوں میں قتل کر دیا تھا
 ،اب پھر ہم پر غالب آ گئی
 اور ہم اُس وقت نڈھال ہو گئے
 جب ہمیں سب سے زیادہ زور کی حاجت تھی۔

جو کبھی روحانی ضعف کا تجربہ نہ کرے
 ،وہ اس بات پر ہنس سکتا ہے
 ،مگر میرا گمان ہے کہ وہ روحانی زندگی سے بہت کم واقف ہے
 کیونکہ جو رُوحانی ہیں
 —وہ جانتے ہیں کہ یہ غشی کی کیفیت بار بار اُن پر آتی ہے
 اور تب وہ خوب جان لیتے ہیں
 کہ وہ اپنی جان کو زندہ نہیں رکھ سکتے۔

،علاوہ ازیں
 ،اگر ہم نہ کمزور ہوں اور نہ سوئے ہوئے
 —تو بھی—میرا خیال ہے میں ہر مسیحی کی جانب سے کہہ سکتا ہوں
 ہماری زندگی طرح طرح کی آزمائشوں سے گھری ہوئی ہے۔

کیا یہاں کوئی ایسا مسیحی ہے
 جس پر کبھی آزمائش نہ آئی ہو؟
 ،میں کہنے کو تھا کہ کاش میں اُس کی روش اختیار کر سکتا
 مگر میرا گمان ہے
 کہ وہ اپنی راہ کو اچھی طرح دیکھنے والا نہیں۔

آزمائشیں ہر طرف موجود ہیں۔
 تم میں سے بعض نافرمانوں کے ساتھ کام کرتے ہو۔
 تم میں سے بعض ایسے مقام پر ہو
 —جو اور بھی خطرناک ہے
 ،یعنی اُن لوگوں کے ساتھ جو دینداری کا دعویٰ تو کرتے ہیں
 ،لیکن جھوٹ بولتے ہیں
 اور جن کی مثال
 کھلے کافروں کی مثال سے بھی زیادہ بُری ہوتی ہے۔

اے لوگو
 ،تمہارے کاروبار میں پھندے ہیں
 اور تمہاری خوشیوں میں بھی پھندے ہیں۔
 ،تمہاری محتاجی میں آزمائشیں ہیں
 اے غریب
 ،تمہاری فراوانی میں آزمائشیں ہیں
 اے مالدار
 ،تمہاری دانائی میں خطرات ہیں
 اے علم کے خوگر لوگو
 ،تمہاری نادانی میں بھی خطرات ہیں
 اے وہ لوگو جو کچھ نہ پڑھتے ہو۔

،شرارتیں تمہیں گلی میں تعاقب کرتی ہیں
 ،وہ تمہارے گھروں تک پیچھا کرتی ہیں
 بلکہ تمہارے بستروں تک پہنچتی ہیں۔
 ،وہ تمہیں کہیں بھی پناہ نہیں لینے دیتیں
 کیونکہ شیطان اپنا جال وہاں بچھاتا ہے
 جہاں وہ خدا کے فردوس کے پرندوں کو دیکھتا ہے۔

تو ایسے خطرات میں
 کون امید رکھ سکتا ہے
 کہ اپنی جان کو زندہ رکھ سکے؟

—اگرچہ فرض کرو کہ ہمارے پاس خود مختار زندگی ہوتی
 —جو میں تمہیں دکھا چکا ہوں کہ نہیں
 تو بھی ان سب خطرات کے بیچ
 :زبور نویس نے سچ کہا
 ”اپنی جان کو کوئی زندہ نہیں رکھ سکتا۔“

—اور ایک بار پھر سنو
 یاد رکھو کہ ہماری روحانی زندگی کے تمام ذخائر
 ہم میں نہیں بلکہ مسیح میں رکھے گئے ہیں۔

ہم اُس اونٹ کی مانند نہیں
 جو ریگستان سے گزر سکتا ہے
 اور کئی دنوں کے لیے
 اپنا پانی اپنے ساتھ لیے پھرتا ہے۔
 !نہیں

—ہمیں ہر وقت اُس بہتے ہوئے چشمہ سے پینا لازم ہے
 —یعنی یسوع مسیح سے
 ورنہ ہم مر جاتے ہیں۔

ہم میں سے ہر ایک کو
یہاں سے آسمان کے دروازے تک
جو کچھ درکار ہو گا
وہ سب مہیا ہے
مگر وہ سب کچھ مسیح میں ہے
ہم میں اُس کا ایک ذرہ بھی نہیں۔

جب اہل مصر سات برس کے قحط سے گزر رہے تھے
اور اپنے تمام ذخائر کھا چکے تھے
تو مصر میں گندم کی کافی مقدار موجود تھی
مگر وہ سب کچھ غلہ خانہ میں بند تھی
اور یوسف اُسے محفوظ رکھتا تھا۔

اور ایسے ہی
ہماری روحانی قحط کے لیے
جو یہاں سے لے کر آسمانی دروازوں تک ہے
آسمانی غلہ موجود ہے
لیکن وہ سب عہد کے غلہ خانہ میں بند ہے
اور یسوع کے ہاتھوں میں رکھا گیا ہے۔

اگر تمہیں درکار ہے
تو یسوع کے پاس جانا ہو گا۔

فطرت کے تمام میدانوں میں
محض خالی پن، محتاجی، قحط اور موت ہے۔
تم اپنے دل، ذہن، حافظہ، اور فہم کو چھان مارو
مگر تمہیں اپنی بھوکی جان کے لیے
ایک بھی حقیقی خوراک نہیں ملے گی۔

صرف مسیح میں ہی کافی کچھ موجود ہے
اور اُس میں ہر ایک اپنے کی ضرورت پوری کرنے کے لیے
کفایت ہے
!مبارک ہو اُس کے نام کو

پس، چونکہ سارے خزانے مسیح میں ہیں
اور ہم میں کچھ بھی نہیں
تو کلام دوبارہ سچ ثابت ہوتا ہے
”اپنی جان کو کوئی زندہ نہیں رکھ سکتا۔“

ہم نے یوں اس عقیدہ کو توڑ کر بیان کر دیا
اور اب یہاں کچھ توقف کریں گے۔

...اب دوسری بات یہ ہے کہ ہم

II

دیکھو کہ ہمارا تجربہ اس تعلیم کی کیا گواہی دیتا ہے۔ :

میں خداوند کے خادموں کے کچھ تجربات کا ذکر کروں گا
اور مجھے تعجب نہ ہو اگر میں گویا ایک آئینہ تمہارے سامنے رکھ دوں
جس میں یہاں بیٹھے بہت سے لوگ اپنی ہی صورت دیکھیں۔

ہم میں سے اکثر نے اس صداقت کی سچائی یوں پائی ہے
—کہ ہم اپنی جانوں کو زندہ نہیں رکھ سکتے
پہلا تجربہ یہ کہ ہماری جسمانی خوداعتمادی نے شکست کھائی۔

،کیا تمہیں یاد ہے، کچھ برس پہلے
،یا بعض تم میں سے کچھ کے لیے چند ماہ پہلے
کہ تم کس قدر پُر اعتماد تھے؟
تمہیں دیر تک سکون اور خوشی نصیب رہی تھی۔
،جب بھی تم خدا کے گھر جاتے
کلام تمہاری روح کے لیے شہد سے بھی زیادہ شیریں ہوتا۔
،اپنی خلوت کی دعاؤں میں
تم مسیح کے ساتھ گہری شراکت سے لطف اندوز ہوتے۔
،خداوند کی میز پر تم بادشاہ کی ضیافت میں بیٹھتے
،اور اپنے دل میں کہتے
!مجھے تعجب ہے کہ اتنے مسیحی شک اور خوف میں کیوں مبتلا ہیں“
میں تو نہیں۔
،میرا پہاڑ مضبوط کھڑا ہے
”!میں کبھی نہ ہلوں گا

،تم اس بات کو زبان پر نہ لاتے
مگر دل ہی دل میں سرگوشی کرتے۔
،تم خدا کا شکر ادا کرتے کہ ایسا ہوا
،لیکن شاید اُس میں تھوڑی سی خودپسندی بھی شامل تھی
اور تم نے اُن بھائیوں کو کمتر سمجھا
جو تمہاری سی خوشی اور دلیری نہ رکھتے تھے۔

اب کیا میں وہ کہانی سناؤں؟
،یہ میرے ساتھ بھی پیش آئی ہے
اور مجھے شرمندگی سے اسے بیان کرنا پڑتا ہے۔
مجھے شک نہیں کہ تمہارے ساتھ بھی ایسا ہوا ہوگا۔

کچھ ہی عرصہ بعد
ایک آزمائش نے تمہیں اچانک آ لیا
اور تم اُس کے دام میں گرفتار ہو گئے۔
—خداوند کا چہرہ تم سے چھپ گیا
،تمہاری جان مضطرب ہو گئی
—اور سارا منظر بدل گیا
اور جو کل تم اپنے آپ کو بڑی جرات سے
،خدا کا فرزند لکھتے تھے
اب تمہیں محسوس ہوا کہ اگر تم اُس کے ہو بھی
تو سب سے ادنیٰ اور کمترین ہو۔

،کل تم عبادت گاہ میں پیشانی بلند کیے صدر مقام پر بیٹھ سکتے تھے
لیکن آج اگر کوئی چوبے کا سوراخ ہوتا
تو تم اُس میں چھپنے کو تیار ہوتے۔
،اگر دربان کی ادنیٰ سی جگہ خالی ہوتی
تو تم خوشی سے اُسے قبول کرتے
بس یہی ہو کہ تم اب بھی
خدا کے گھرانے کے شمار میں ہو۔

مجھے تعجب نہ ہو اگر درحقیقت
تم اُس حالت میں پہلے سے بہتر تھے
اگرچہ تمہیں ایسا نہ لگتا ہو۔

تب ہی تم نے جانا کہ
—تم اپنی جان کو زندہ نہیں رکھ سکتے
کیونکہ جو کچھ تم نے اتنے لطف سے بنایا تھا
،وہ محض پتوں کا گھر تھا
اور شیطان کو صرف اپنی انگلی سے ایک ضرب لگانی تھی
اور سب کچھ زمین بوس ہو گیا۔

تم نے اپنے لیے ایک عمارت تعمیر کی تھی
،اور گمان کیا تھا کہ یہ مضبوط پتھروں کی بنی ہے
،مگر وہ تو ردی مسالے کی بنی ہوئی نکلی
اور پہلی ہی سردی نے
،بنیاد سے لے کر چھت تک دراڑ ڈال دی
اور وہ تمہارے گرد جھکنے لگی۔

اگر تم اس سے گزرے ہو
تو تم خوب جانتے ہو
کہ اپنی جان کو کوئی زندہ نہیں رکھ سکتا۔

،اب سنو، کیا تم نے کبھی یوں محسوس کیا
اے میرے عزیز بھائیو اور بہنو؟
،سب کا دن قریب آ رہا ہے
اور بفتہ کی شب تم خوش ہو
،کہ کل خداوند کا دن ہو گا
لیکن نہ جانے کیوں
تمہیں روحانی باتوں میں وہ رغبت نہیں
جو کچھ ماہ قبل تھی۔

تم خدا کے گھر میں آ کر اپنی نشست لیتے ہو۔
—واعظ تمہیں بدلا بدلا لگتا ہے
شاید تمہیں گمان ہو
—کہ وہ بدل گیا ہے
مگر تم دوسروں کو دیکھتے ہو
،کہ وہ کلام سے سیراب ہو رہے ہیں
تو تم اس نتیجہ پر پہنچتے ہو
—کہ شاید تمہارے اندر ہی طلب کی کمی ہے
کیونکہ تم اس میں لذت نہیں پاتے۔

—اور وہ حمدیہ نغمے
—جو کبھی تمہارے لیے فرشتوں کے پروں کی مانند ہوتے تھے
اب تم محض ان کی موسیقی پر تنقید کرتے ہو
اور کچھ اور نہیں۔

جب تم گھر جا کر بائبل کھولتے ہو
تو اُس میں وہ نور نہیں ہوتا۔
کبھی وعدے تمہیں یوں لگتے تھے
—جیسے نورانی حروف میں لکھے ہوں
مگر اب وہ بائبل تمہیں خشک لگتی ہے۔

—تم دعا کرتے ہو
—تم اُسے ترک نہیں کر سکتے
لیکن دعا کے بعد
یوں اٹھتے ہو گویا کچھ بھی نہ کہا ہو۔
تم اپنی تمام مذہبی عبادات میں
ایک طرح کی سستی اور غنودگی محسوس کرتے ہو۔

—تم یہ سب کرتے ہو
—تم چھوڑنا نہیں چاہتے
—نہ ہی تم چھوڑو گے
بلکہ تم مرنے کو ترجیح دو گے
—مگر انہیں ترک نہ کرو گے
مگر تم اپنی جان کو جگا نہیں سکتے۔

میں اکثر روحانی طور پر
اُن بیچارے لوگوں کی مانند محسوس کرتا ہوں
،جو افیون یا کوئی اور نشہ لیتے ہیں
جنہیں جاگتا رکھنے کے لیے
گھمانا پڑتا ہے
اور جنہیں چبھونے کے لیے
سُونیاں لگائی جاتی ہیں۔

میں نے روحانی معنوں میں
اپنے آپ کو جگانے کی خاطر
خود پر سُونیاں چبھوئیں ہیں۔

،میں کہتا ہوں
میں کیا کر رہا ہوں
جبکہ گناہ میں گرے لوگ ہلاک ہو رہے ہیں؟
میں اس صداقت کو زیادہ شدت سے کیوں محسوس نہیں کرتا؟
یہ سچائی مجھے جھنجھوڑتی کیوں نہیں؟
یہ کبھی کرتی تھی—اب کیوں نہیں؟

،تو جان لو
،جب بھی تم ایسی حالت میں ہو
—تو تم نے یہ سبق سیکھ لیا ہے
کہ تم اپنی جان کو زندہ نہیں رکھ سکتے۔

،دیکھو، تم تو اپنی جان کو جگا بھی نہیں سکتے
چہ جائیکہ اُسے زندہ کر سکو۔
،تم اپنی جان کو سست روی سے تھوڑا سا ہلانے کی بھی طاقت نہیں رکھتے
،اگرچہ ساری کوششیں کر لو
پھر کس طرح یہ ممکن ہو سکتا ہے
کہ تم روحانی زندگی کو برقرار رکھ سکو؟
—یہ تو محض فضل کا کام ہے
تمہارا تجربہ تمہیں یہی سکھانا چاہیے۔

،اور اے عزیز بھائیو
کیا کبھی تم نے شدید آزمائش میں
یہ نہ پایا کہ وہ فضل جسے تم پہلے بہت وافر سمجھتے تھے
اُسے عمل میں لانا کس قدر دشوار ہے؟

شاید ابھی تمہارا ایمان آزمایا جا رہا ہے۔
تم عموماً لو تھر کے زبور کو گایا کرتے تھے
اگرچہ پریشان سمندر زور سے شور کرے
”تو ہماری جانیں خفیہ امن میں بسی رہیں گی۔“

مگر اب تو سمندر نے ابھی شور مچانا شروع ہی کیا ہے
—ابھی تو محض ہلکی سی آندھی اٹھی ہے
لیکن وہ مقدس امن—وہ کہاں ہے؟
دیکھو، تم اپنے ہمسائے کے پاس دوڑے جاتے ہو کہو
میں کیا کروں؟“
”افلاں بات ہونے کو ہے“

تمہارا ہمسایہ بجا کہہ سکتا ہے
:کیا میں نے چند روز پہلے تمہیں یہ گاتے نہ سنا تھا“
اگر پہاڑ اپنی جگہ سے اکھڑ کر،
گہرے سمندر میں دفن ہو جائیں
،اگر زمین تھرتھر کانپ اٹھے
—میرا ایمان کبھی خوف سے نہ ہٹے گا
اور اب تم کہاں ہو؟
”یہ تم ہی تو ہو“

آہ! ہاں، ہم ہنس سکتے ہیں
مگر ہم سب اس حال سے گزر چکے ہیں۔

یہ مجھے اُس بوڑھے دیہاتی کی یاد دلاتا ہے
—جو مجھ سے کہا کرتا تھا
”آہ!“ اُس نے کہا—بوڑھا ول رچرڈسن“
جناب! میں ہمیشہ پاتا ہوں
،کہ سردیوں میں میں بہت لمبا لمبا گھاس کاٹ سکتا ہوں
اور جب برف زمین پر پڑی ہوتی ہے
،اور میں اپنی پرانی درانتی لٹکی دیکھتا ہوں
تو میرا جی چاہتا ہے
،کہ نکل کر کٹائی میں لگ جاؤں
—اور نوجوانوں میں سب سے بہتر کام کروں
،لیکن آپ جانتے ہیں
جب گھاس کاٹنے کا وقت آتا ہے
،تو بوڑھا ول کچھ زیادہ نہیں کر پاتا
اور جب فصل کاٹنے کی گھڑی آتی ہے
تو بہت کم محنت ہی میرے لیے کافی ہوتی ہے
”کہ ایک دن کی مزدوری پوری ہو جائے۔“

اور تم اور میں بھی کبھی یوں ہی سوچتے ہیں۔
ہم کہتے ہیں

آہ! اگر اب میرے پاس کوئی آزمائش آئے
—”اتو میں اُسے کیسے مغلوب کروں گا“

اور جب وہ آتی ہے
تو ہم اُسے مغلوب نہیں کر پاتے۔

آہ! اگر مجھے آزمایا جائے“

—”اتو میں کیسے ڈٹا رہوں گا“

اور جب آزمائش آتی ہے

تو ہم کھڑے نہیں رہ سکتے۔

یہ بات ہمیں ضرور سکھانی چاہیے
کہ ہم اپنی جان کو زندہ نہیں رکھ سکتے۔

یقین جانو، بھائیو،
وہی فضل جس پر تم سب سے زیادہ نازاں ہو
،شاید تم اُسی میں سب سے زیادہ کمزور ہو
اور وہ خُوبی
جسے تم خطرے میں ڈالنے کو بھی تیار ہو
،کیونکہ تمہیں اُس میں اپنی پختگی کا بڑا یقین ہے
وہی تمہارے بکتر کی وہ جوڑ ہے
جہاں سے تیر اندر آ جائے گا۔

—کسی بات پر فخر نہ کرو
،سب سے بڑھ کر اپنی بہترین باتوں پر فخر نہ کرو
کیونکہ وہی آزمائش کے دن تمہاری کمزوری ثابت ہو سکتی ہیں۔
—تم نے ایسا پایا ہے
اور شاید پھر بھی پاؤ گے۔
”اپنی جان کو کوئی زندہ نہیں رکھ سکتا۔“

ایک اور تجربہ بھی سن لو۔
،تم جو آقا سے محبت رکھتے ہو
شاید کبھی ایسی حالت میں رہے ہو
جب کسی آزمائش نے تمہیں مسحور کر لیا ہو۔

تم اُس مثال کو جانتے ہو
جسے میں اب لفظ ”مسحور“ کے ساتھ بیان کر رہا ہوں۔

،بعض بڑے اڑدبے،
،جنہیں زندہ جانور کھلانے جاتے ہیں
اُن کے پنجرے میں ایک خرگوش ڈالا جاتا ہے
تاکہ وہ اُسے کھا جائیں۔
کہا جاتا ہے
—کہ وہ بے چارہ خرگوش اپنی پچھلی ٹانگوں پر بیٹھا رہتا ہے
—خاموش، مطمئن اور بے حرکت
کیونکہ اُس اڑدبے نے اُس پر اپنی نظریں جما دی ہوتی ہیں
—اور اُسے مسحور کر لیتا ہے
اور اگر قفس کا دروازہ کھلا بھی ہو
،اور وہ بھاگ سکتا ہو
تب بھی وہ بھاگ نہیں پاتا۔

وہ خود کو جکڑا ہوا پاتا ہے
اور وہ حرکت بھی نہیں کر سکتا
—جس سے وہ اپنی جان بچا سکے
اڑدبے کی آنکھوں سے مسحور ہو جاتا ہے۔

،کیا تم کبھی ایسی حالت میں کسی گناہ کے زیر اثر رہے ہو
،اور قریب تھا کہ اُس میں گر پڑو
لیکن عین اُسی لمحہ
قدرت کی طرف سے وہ جادو ٹوٹ گیا؟
کچھ ایسا پیش آیا
،جس کی تمہیں کچھ توقع نہ تھی

اور تم بچ نکلے
کیونکہ تم خدا کے فرزند تھے۔
اگر تم خدا کے فرزند نہ ہوتے
تو وہ مسحور کن گرفت جاری رہتی
حتیٰ کہ وہ تمہاری ہلاکت پر منتج ہوتی۔

لیکن اگر تم کبھی اُس گرفت کے نیچے آ چکے ہو
تو تم دوبارہ کبھی اُس راہ میں قدم رکھنے سے خوف کھاؤ گے۔
تم پورا دھیان رکھو گے
،کہ پھر ایسی آفت کی طرف نہ جاؤ
لیکن تم کم از کم یہ سبق ضرور سیکھ چکے ہو
کہ تم قدرت کی تقدیر میں
ایسی جگہ ڈالے جا سکتے ہو
،جہاں سے محض خدا کے فوق الفطرت فضل ہی سے رہائی ہو سکتی ہے
اور تم نے اُس وقت دیکھ لیا
کہ اپنی جان کو کوئی زندہ نہیں رکھ سکتا۔

لیکن تجربہ سے ایک اور مثال سنو۔
ہم نے اوروں کو بڑے گناہ میں گرتے دیکھا ہے
اور اس مشاہدے نے ضرور ہمیں سکھایا ہوگا
کہ ہم اپنے آپ کو محفوظ نہیں رکھ سکتے۔

میرا مقصد یہ پرانی یادیں
،صرف دکھ دینے کے لیے تازہ کرنا نہیں
بلکہ اس لیے کہ وہ ہمیں عاجزی سکھائیں۔

کیا تم نے کبھی ایسے شخص کو جانا
جس کی دعائیں تمہیں تسلی اور تعمیر بخشتی تھیں؟
جس کی باتیں خدا کے امور کے بارے میں
،روحانی خوشبو اور تعلیم سے بھری ہوئی ہوتی تھیں
،جوانوں کے لیے رہنمائی
اور بوڑھوں کے لیے راحت کا باعث ہوتیں؟

،کیا تم نے اُسے کبھی پرجوش
بے تکان اور فیاض نہ دیکھا؟
،کیا تم نے کبھی دل میں نہ کہا
”اکاش میں اُس جیسا آدھا بھی ہوتا“
کیا وہ وقت تمہیں یاد نہیں
،جب اُس کی آنکھ کا اک نگاہ تمہیں خوشی بخشتی
اور اُس کے لبوں کی اک نیک بات تمہارے لیے برکت کا باعث ہوتی؟

—اور پھر ایک دن تم نے سنا
—اور وہ سن کر تم گویا زمین پر گرے پڑے
تم نے سنا
،کہ وہ مرد گناہ کی زندگی میں مبتلا تھا
منافق نکلا
!اور اُس نے خدا کے لوگوں کو دھوکہ دیا

ہاں، تمہیں وہ یاد ہے۔
شاید تمہیں یاد ہو
،کہ ایسا ایک بار نہیں

نہ دو بار ہوا
اور تمہاری یادداشت میں ایسے کئی سیاہ دھبے ہیں
جو فلاں اور فلاں شخص سے جڑے ہیں۔

کیا اُس کے بعد تم نے اپنی یادداشت میں لکھا
”لیکن میں تو کبھی ایسا نہ کروں گا؟“
”تو پھر سن لو کہ تم نادان ہو
یقین رکھو کہ یہ سچ ہے۔“

لیکن اگر اُس کے بجائے
تم نے اپنی یادداشت میں یہ لکھا
”تو ہی مجھے تھامے رکھ“
”اور میں محفوظ رہوں گا
اگر تم گھٹتوں پر گرے
اور کہا
اے خداوند! مجھے محفوظ رکھ“
کیونکہ:

اگر تو مجھے مضبوط نہ تھامے
تو میں محسوس کرتا ہوں کہ ضرور
اور جلد ہی
میں بھی گر جاؤں گا
”اور اُن ہی کی مانند ثابت ہوں گا
تو تم نے ایک قیمتی سبق سیکھا ہے
اور میرے متن کا مطلب بھی جان لیا
—”اپنی جان کو کوئی زندہ نہیں رکھ سکتا“
کیونکہ یہی خدا تمہیں سکھانا چاہتا تھا۔

کاش تم یہ سبق اوروں کی حالت سے سیکھ لو
اور اپنی لغزشوں کے زخم کھا کر
یہ کڑوا سبق نہ سیکھنا پڑے۔

میرا وقت تمام ہو چکا ہے
تاہم مجھے تمہیں کچھ اور دیر روکنا ہوگا
کہ نہایت اختصار کے ساتھ
میں اگلے حصہ پر بات کر سکوں:

III

اس عبارت کی عملی تعلیمات :

میں نے تمہارے سامنے اس تعلیم کو بھی پیش کیا اور اس تجربہ کو بھی جو اس کی تائید کرتا ہے۔
اب عملی سبق کیا ہیں؟
وہ یہ ہیں:

اول، کبھی اپنی بابت کوئی خوش گمان رائے اپنے دل میں نہ پالنا۔

کیا؟

”کیا کبھی یہ نہ مانوں کہ میں نجات پایا ہوں؟“

آہ، ہاں، اگر تم واقعی نجات پائے ہو تو اس پر کامل یقین رکھو۔
مگر یہ دیکھو کہ تمہارا یہ یقین کس بنیاد پر قائم ہے؟

اگر یہ تمہاری اپنی نیکی پر قائم ہے،
تو اُسے فی الفور چھوڑ دو
کیونکہ یہ بُری بنیاد ہے
اور جس قدر جلد اس سے علیحدہ ہو جاؤ
اتنا ہی بہتر ہوگا۔

اے میرے عزیز بھائی
تم اس غریب محصول لینے والے سے ہرگز بہتر نہیں
جس نے اپنا سینہ پیٹ کر کہا تھا
”اے خدا! مجھ گنہگار پر رحم فرما“
اور اگر تم اپنے آپ کو اُس سے بہتر گمان کرتے ہو
تو تم اپنی حقیقت کو نہیں جانتے۔

تم اس معبد سے بغیر برکت لوٹے جاؤ گے
اگر تم اپنے آپ کو اُس سے بلند سمجھتے ہو
اور فریسی کی مانند کہہ سکتے ہو
”اے خدا! میں تیرا شکر کرتا ہوں کہ میں دوسرے آدمیوں کی مانند نہیں ہوں“

یاد رکھو
صرف خاک اور راکھ کا ڈھیر
اور بدبختی اور گناہ کا انبار ہی تمہاری اصل ہے
اگر فضل الہی تم پر نہ ہوتا۔

رسول کہتا ہے:
”میرے اندر، یعنی میرے جسم میں، کوئی نیک چیز سکونت نہیں کرتی۔“
یعنی:
میرے اندر، اس ناتجربہ کار، بے تعلیم، بے نور وجود میں
چاہے کچھ بھی بھلائی یا فضیلت کا نام مجھ سے جوڑا جائے
”کوئی نیک شے نہیں بستی۔“

فضل، فضل، فضل ہی ہمیں سنبھال سکتا ہے
اور فضل ہی سنبھالے رکھے گا۔
اور جو کچھ تمہیں ذاتی فضیلت یا کسی روحانی کمال کی صورت میں دکھائی دیتا ہے
اُس پر کبھی بھروسہ نہ کرنا۔

اے میرے عزیز بھائی
خبردار رہو
کہ اپنے آپ پر کبھی خوش گمانی نہ ہو۔

—اگلا سبق یہ ہے
کبھی صلیب سے دُور نہ جانا۔

یہ زبور پورا مسیح اور اُس کی صلیب کے بارے میں ہے
”اپنی جان کو کوئی زندہ نہیں رکھ سکتا۔“

جانوں کی زندگی
اسی مصلوب اور زندہ منجی میں ہے۔

اگر تم ایک دن بھی اُس چھڑکاؤ کے خون کی تاثیر محسوس کیے بغیر گزار سکتے ہو
تو جان لو کہ وہ دن خطرناک دن تھا۔

اگر تم یہ گمان کرو
کہ کسی مسیحی خدمت میں واسطہ اور سفارشی کے بغیر جا سکتے ہو
تو تم خطرہ میں ہو۔

اے عزیز بھائیو
ہمیشہ یہ گیت گاؤ

اور ہمیشہ یہ گیت گاؤ کیونکہ تمہیں ہمیشہ اُس چشمہ کی حاجت ہے
اور ہمیشہ اُس پاک شست و شو کی ضرورت باقی ہے۔

ایک اور سبق یہ ہے کہ کبھی فضل کے وسیلوں کو ترک نہ کرو۔
جبکہ تم اپنی جان کو زندہ رکھنے کی قدرت نہیں رکھتے
پس اُن وسیلوں کو ترک نہ کرو جن کے ذریعہ خدا تمہاری جان کو حیات بخشتا ہے۔

اگر تم بغیر خوراک کے جی سکتے ہو
تو بے شک کھانے کے وقت دستر خوان پر نہ آؤ
لیکن چونکہ تم اپنی جان کو زندہ نہیں رکھ سکتے
پس مقدسوں کی جماعت کو ترک نہ کرو
جیسا کہ بعض کی عادت ہے۔

میں نے بعض لوگوں کو سنا ہے جو کہتے ہیں
اچھا! میں تو گھر میں بھی اسی قدر فیض پا لیتا ہوں۔
”میں فلاں نیک کتاب پڑھ لیتا ہوں یا فلاں رسالہ دیکھ لیتا ہوں۔“

—اے جناب! میں جانتا ہوں کہ اس کا انجام کیا ہوتا ہے
یہ روح میں خشک سالی لاتا ہے
اور اگر اس راہ پر قائم رہو تو بالآخر ارتداد پر منتج ہوتا ہے
اور ثابت کرتا ہے کہ اس شخص کے دل میں کبھی بھی فی الحقیقت فضلِ الہی نہ تھا۔

میں نے تو یہی پایا ہے کہ میں فضل کے وسیلوں کے بغیر نہیں جی سکتا
اور میرا ایمان ہے کہ اگر میں نہیں جی سکتا تو اے میرے بھائی، تم بھی نہیں جی سکتے۔

—لیکن ایک اور سبق بھی ہے
کبھی فضل کے وسیلوں پر تکیہ نہ کرو۔
کیونکہ محض اُن کے استعمال سے بھی تم اپنی جان کو زندہ نہیں رکھ سکتے۔

کیا ہم خطبوں پر جیتے ہیں
حمد کے گیتوں پر جیتے ہیں
یا دوسروں کی دعاؤں پر بسر کرتے ہیں؟
آہ! نہیں۔

خطبہ محض سیڑھی کی مانند ہے
جو تمہیں بلندی تک پہنچنے میں مدد دیتی ہے۔

کسی دوسرے کی دعا صرف اس لئے مفید ہے
کہ وہ تمہارے قربانی کے ایندھن کو جلا دینے کو کسی دوسرے مذبح کا مشعل ثابت ہو۔

وسائل کو کبھی ترک نہ کرو
مگر اُن پر بھی کبھی تکیہ نہ کرو۔

وسائل کے وسیلہ بخشنے والے خدا تک پہنچو
اور محض وسائل فضل پر قناعت نہ کرو
بلکہ خود اُس فضل کو پانے کی کوشش کرو
جو اُن میں سے ملتا ہے۔

اور ایک اور نصیحت کرتا ہوں
— اور پھر خاموش ہوں گا
کبھی آزمائش میں از خود نہ گرو۔

،جب تم محفوظ میدان میں بھی اپنی جان کو زندہ رکھنے پر قادر نہیں
تو وبا کے درمیان کیا کرو گے؟

وہ مسیحی جو ہمیشہ کہتے ہیں
”میں تو اس میں کچھ نقصان نہیں دیکھتا“
یا
”مجھے تو یہ کام جائز معلوم ہوتا ہے“
میری رائے میں اُن کا فضل بہت مشتبہ ہے۔

یا اُن کے پاس فضل ہے ہی نہیں
ورنہ وہ ایسی باتیں ہرگز نہ کرتے۔

جو شخص اپنی جان کی قدر جانتا ہے
اور سمجھتا ہے کہ وہ خطرے میں ہے
وہ بلاوجہ کبھی خود کو آزمائش میں نہیں ڈالتا۔

آزمائش کے وقت اگر ابلیس تمہیں ورغلاتا ہے
”تو تم خدا سے مدد کی توقع رکھ سکتے ہو
لیکن اگر تم خود ابلیس کو آزمائش پر اکساؤ
تو میں نہیں جانتا کہ کسی وعدہ میں یہ لکھا ہے کہ خدا تمہاری مدد کرے گا۔

!اے عزیزو
ہر روز خدا کا شکر کرو۔
روز شکر کرو اگر تم سنبھالے گئے ہو۔

،چونکہ تم اپنی جان کو زندہ نہیں رکھ سکتے
پس اگر تمہاری جان زندہ ہے
تو خدا کی تمجید کرو۔

!اے
:جب خدا کے فرزند نوحہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں
”مجھے فلاں کی مانند ایمان نہیں“
”میرے پاس پولس رسول کی سی محبت نہیں
“نہ اُن مسیحیوں کی سی خوشی ہے
:تو میں کہتا ہوں کہ اگر وہ بیٹھ کر یہ کہیں
”!اے خداوند“
،جبکہ میں ان نعمتوں کے فقدان پر ماتم کرتا ہوں
تو پھر بھی تیری حمد کرتا ہوں
،اگر میرے پاس آدھا دانہ ایمان کا ہے
”کیونکہ وہی مجھے جہنم سے بچا سکتا ہے
تو وہ کہیں بہتر کریں گے۔

اگر تمہیں سورج کی روشنی نہیں
تو شمع کی لو پر شکر گزار رہو۔

آہ! وہ دن آسکتا ہے جب تم ذرا سا ثبوت بھی غنیمت جانو گے۔
پس جب تک یہ ثبوت موجود ہے
خُدا کا شکر کرو۔

ہمیں چاہیے کہ ہم اس بات پر ماتم کریں
کہ ہمارے پاس زیادہ فضل نہیں
مگر شکر گزار بھی رہیں
کہ کچھ فضل ہمیں ملا ہے۔

اگر میں مسیح میں بالغ مرد نہ ہوں
حالانکہ ہونا چاہیے تھا
تو مجھے اپنی پسماندگی پر افسوس کرنا لازم ہے
لیکن اگر میں خُدا کا بچہ ہوں
تو اس میں بھی شکر کا پہلو ہے۔

پس اُس کے نام کی تمجید کرو۔
اے غمگین روحو
تم بھی نغمہ بلند کرو۔

ہاں، ہر ایماندار خُداوند کے نام کو مبارک کہے۔

—اور یوں ہم یہ کہہ کر بات ختم کریں کہ
اگر خُدا نے تمہیں زندہ رکھا
اور تم اُس کے نام کی برکت کرتے ہو
تو اپنی شکرگزاری کو دوسروں کی مدد سے ظاہر کرو۔

”کوئی اپنی جان کو زندہ نہیں رکھ سکتا“
لیکن اکثر کسی بھائی کا کلام
ہمارے سب کے باپ کی طرف سے پیغام ثابت ہوتا ہے۔

کسی بزرگہ کی نرم تنبیہ
کسی نو عمر بہن کو مدد دے سکتی ہے
اور مسیح میں کسی باپ کی حکمت بھری نصیحت
کسی جوان بھائی کو سنبھال سکتی ہے۔

!آہ

ایک دوسرے کی خبرگیری کرو۔
آپس میں گڈریے بنو۔

”تم ایک دوسرے کے بوجھ اٹھاؤ“
”اور یوں مسیح کی شریعت پوری کرو۔“

میں یقین رکھتا ہوں کہ
ہمارے اس عظیم شہر لندن میں
ہمارا بہت سا تحفظ
اسی میں مضمر ہے کہ ہم اپنی صفوں کو مربوط رکھیں۔

میں جانتا ہوں کہ جو جوان مرد اس شہر میں آتے ہیں
، اگرچہ اُن کے دل میں فضلِ الہی ہے
اگر وہ تنہا رہیں تو آسانی سے بہکائے جائیں گے۔

پس اگر کوئی جوان ایماندار آج رات اس عبادت گاہ میں ہے
جو اپنا پہلا اتوار لندن میں بسر کر رہا ہے
، اور یہاں کسی کو نہیں جانتا
تو میں کہتا ہوں
، اے میرے عزیز بھائی
ہمارے کسی طبقہ میں شامل ہو جاؤ۔

، آج ہی کسی بھائی سے دوستی کا رشتہ قائم کر لو
، کیونکہ کوئی اپنی جان کو زندہ نہیں رکھ سکتا
اور آدمی کا اکیلا رہنا اچھا نہیں۔

ہو سکتا ہے کہ خُدا نے تمہیں اس کلیسیا میں شامل کر کے
اور تمہیں ان طبقات میں لے آ کر
تمہاری جان کو برکت اور قوت بخشنی مقصود کی ہو۔

!آہ
تم یہاں آ گئے ہو
اور لندن میں کوئی ملازمت اختیار کی ہے
اور اتوار کی شاموں کو نکل آتے ہو
اور تمہاری ماں نے تمہیں تاکید کی تھی کہ یہاں آنا
اور تم خوش ہو کہ آج میری آواز سن رہے ہو۔

، اچھا، اگلے اتوار کی دوپہر
، اے میری بہن
نیچے مسز بارٹلیٹ کا بائبل کلاس ہے
جہاں تم بہت سی مسیحی بہنوں سے ملو گی
جو تم سے بات چیت اور دلجوئی کرنے کو خوش ہوں گی۔

شاید اگر تم اُس جماعت میں شامل نہ ہو
تو تنہا رہو گی
اور آہستہ آہستہ سرد ہو جاؤ گی
اور الگ تھلگ ہو جاؤ گی۔

، تم اکیلی اچھی طرح قائم نہ رہ سکو گی
آؤ اور اپنے مسیحی بہنوں سے پیوستہ ہو جاؤ
، اور خُدا کے فضل سے
، اگرچہ تم اُن پر بھروسہ نہ کرو
تو بھی وہ تمہارے سنبھالنے کے وسیلہ بن سکیں گی۔

!اے سپاہیو
اپنی صفیں مضبوطی سے باندھ لو۔
ہر ایک اپنے بھائی کے ساتھ کھڑا رہے
اور مسیح کے واسطے ثابت قدم رہے۔

دشمن اپنی سی کوشش میں ہے
کہ ہماری مضبوط صفوں کو توڑ دے۔

اُو ہم ایک دوسرے کے سچے ہوں
اور اُس عظیم سردار کے بھی
جو ہمارا پیشوا ہے۔

جہاں وہ خون آلود صلیب ہے
وہی پرچم ہے جس کے گرد ہم سب جمع ہوں گے۔

ہر ایک اپنی آنکھیں اُس پر لگائے
اور پھر دائیں بائیں اپنے بھائیوں کی طرف نظر کرے
اور جو لرزتے ہیں اُن کو تھامے۔

اور کون جانے کہ شاید اس طرح
ہم خود بھی اپنے قدموں پر قائم رہنے میں مدد پائیں
کیونکہ جو دوسروں کی مدد کرتا ہے
وہ خود مدد پاتا ہے۔

جو اوروں کو سیراب کرتا ہے
وہ خود بھی سیراب کیا جاتا ہے۔

خُدا کرے کہ تم سب کے ساتھ ایسا ہی ہو
اور یسوع مسیح ہماری سب کی جانوں کو بنائے اور زندہ رکھے۔
آمین۔

تفسیر از سی۔ ایچ۔ سپرجن
زبور 27

کثیر الفاظ جو داؤد نے یہاں استعمال کیے، مجھے امید ہے کہ ہم اپنے دل کی زبان بھی بنا سکتے ہیں۔
خداوند کا روح ہمیں اس تحریر کی معرفت تجربہ کی راہوں سے لے چلے۔

آیت 1

خداوند میرا نور اور میری نجات ہے؛
مجھے اور کہیں تسلی نہیں ملتی سوائے اُس کے؛
اور کسی اور سے میں نجات کی امید نہیں رکھتا۔
”خداوند میرا نور اور میری نجات ہے۔“

آیت 1

میں کس سے ڈروں؟
خداوند میری زندگی کی قوت ہے؛
میں کس سے خائف ہوں؟
کون اُس کے مقابل ٹھہر سکتا ہے؟
کون سی طاقت اُس کی قوت کو روک سکتی ہے؟
کون سا اندھیرا اُس کے نور کو مغلوب کر سکتا ہے؟
کون سے دشمن اُس کی نجات کو موقوف کر سکتے ہیں؟

آیت 2

جب شریر، یعنی میرے دشمن اور مخالف
میرے گوشت کو کھانے کو مجھ پر چڑھ آئے

وہ ٹھوکر کھا کر گرے۔
 —وہ مجھے مکمل ہلاک کرنا چاہتے تھے“
 ”مجھے بالکل نگل لینا چاہتے تھے۔“
 ،اگر وہ میرا خاتمہ نہ کر سکے
 ،تو نہ اُن میں دل کی کمی تھی اور نہ قوت کی
 کیونکہ وہ تعداد میں کثیر تھے۔
 ،پر مجھے لڑنے کی حاجت نہ پڑی
 کیونکہ وہ اُس سے پہلے ہی گر پڑے کہ وہ مجھ تک پہنچتے۔
 ”وہ ٹھوکر کھا کر گرے۔“

آیت 3

،اگر لشکر میرے مقابل خیمہ زن ہوں
 میرا دل نہ ڈرے گا؛
 ،اگر مجھ پر جنگ برپا ہو
 اسی میں میرا اعتماد ہو گا۔
 آنے دو اُن کو۔
 وہ پہلے گرے، پھر گریں گے۔
 آنے دو اُن کو۔
 ،خدا اُن کو مغلوب کرنے کے لئے پہلی بار کافی تھا
 دوبارہ بھی ہو گا۔
 پس کیوں ڈریں؟
 ،آہ! اے عزیز بھائیو
 ،جنہوں نے الوہیت کی معموری کا تجربہ کیا ہے
 وہ پُر اعتماد آرام کرتے ہیں
 کہ کچھ بھی اُن کو ضرر نہیں دے سکتا۔

آیت 4

ایک بات میں نے خداوند سے چاہی ہے
 :اور اُسی کو ڈھونڈوں گا
 ،کہ میں عمر بھر خداوند کے گھر میں رہوں
 خداوند کے جمال کو دیکھوں
 اور اُس کی بیکل میں دریافت کروں۔
 وہ فقط یہی چاہتا تھا
 —کہ ہمیشہ فرزند کی طرح اپنے باپ کے گھر میں رہے
 ،نہ کسی فانی مکان میں
 بلکہ جہاں بھی ہو، یہ محسوس کرے
 ،کہ خدا کے قرب میں ہے
 ،اور ہر مقام اُس عظیم باپ کا مسکن ہے
 تاکہ اُس کی نظر ہمیشہ خداوند کے جمال پر ہو
 اور اُس کا کان اُس کی آواز سننے کو مستعد رہے۔
 ،آہ! اگر ہم اپنے آپ کو کلیتاً خدا کے سپرد کر دیں
 تو ہمارا دھیان اُن مخالفتوں سے ہٹ جائے گا
 اور ہم ہرگز نہ ڈریں گے۔

آیات 5-6

کیونکہ مصیبت کے وقت وہ مجھے اپنے پردہ میں چھپائے گا؛
 اپنی خیمہ کی پوشیدگی میں مجھے پنہاں کرے گا؛
 وہ مجھے چٹان پر بلند کرے گا۔
 اور اب میرا سر میرے گرد دشمنوں پر بلند ہوگا؛
 اس لئے میں اُس کے خیمہ میں شادمانی کی قربانیاں چڑھاؤں گا؛
 ،میں گاؤں گا، ہاں

خداوند کی ستائش کے گیت گائے گا۔
 یہ ایک مبارک ارادہ ہے
 گو ہمیشہ آسانی سے پورا نہیں ہوتا
 پھر بھی ایسا ہونا لازم ہے۔
 ہماری زندگی حمد سرائی کی ہونی چاہیے۔
 پہلے وہ گناہ کی تھی
 اب وہ گیت کی ہو
 چونکہ گناہ مٹایا گیا ہے۔
 آہ! خوش بخت ہیں وہ لوگ جو اپنے خدا کو پہچانتے ہیں۔
 اگر ساری دنیا طوفان سے بھر جائے
 تو بھی وہ سلامتی میں آرام کریں گے۔
 —خدا کے نزدیک ہو جاؤ
 اُس سے دوستی کرو اور سلامتی پاؤ۔
 ہر دکھ کا علاج
 خدا کے قرب میں رہنا ہے۔

آیات 7-8

اے خداوند! جب میں اپنی آواز سے پکاروں
 تو میری سن؛
 مجھ پر رحم کر
 اور مجھے جواب دے۔
 جب تو نے کہا
 ”میرا چہرہ ڈھونڈو“
 میرے دل نے تجھ سے کہا
 ”اے خداوند“
 ”میں تیرا چہرہ ڈھونڈوں گا۔
 کیا ہم ہمیشہ اُس الہی تحریک کی یاد رکھتے ہیں؟
 جب دل میں وہ نرم ہلکی آواز کہتی ہے
 ”میرا چہرہ ڈھونڈو“
 اے بھائیو اور بہنو
 کیا ہم فوراً جواب دیتے ہیں
 اے خداوند! تیرا چہرہ ڈھونڈوں گا“؟“
 مجھے خوف ہے کہ اکثر ہم اُس گھوڑے یا خچر کی مانند ہوتے ہیں
 جس میں سمجھ بوجھ نہیں
 جسے لگام، مہار اور عصا کی ضرورت ہوتی ہے۔
 لیکن مبارک ہیں وہ جن کی فطرت حساس ہے
 جو جلد روح القدس کی تحریک کو محسوس کرتے ہیں۔

آیات 9-10

اپنا چہرہ مجھ سے نہ چھپا؛
 اپنے بندہ کو غضب سے نہ جھٹک؛
 تو میرا مددگار رہا ہے؛
 مجھے نہ چھوڑ
 نہ ترک کر
 اے میری نجات کے خدا
 جب میرا باپ اور میری ماں مجھے چھوڑ دیں گے
 تب خداوند مجھے سنبھالے گا۔
 دیکھو اُس نے دعا کی
 اور جب اُس نے کہا
 ”مجھے نہ چھوڑ، نہ ترک کر“
 تو یہ کچھ بے اعتقادی سا معلوم ہوتا تھا

مگر حقیقت میں ایسا نہ تھا۔
کیونکہ فوراً اُس نے اقرار کیا
،کہ وہ نہیں سمجھتا کہ خدا اُسے چھوڑے گا
،بلکہ جب ماں باپ بھی چھوڑ دیں گے
،جو آخر تک ساتھ رہتے ہیں
تب بھی خداوند اُسے اٹھا لے گا۔

آیات 11-14

اے خداوند! مجھے اپنی راہ سکھا
اور میرے دشمنوں کے سبب سے
مجھے ہموار راہ میں چلا۔
مجھے میرے دشمنوں کی مرضی پر نہ چھوڑ؛
،کیونکہ جھوٹے گواہ مجھ پر اٹھے ہیں
اور ایسے لوگ جو ظلم سے سانس لیتے ہیں۔
اگر میں ایمان نہ لاتا
کہ زندوں کی سرزمین میں خداوند کی بھلائی دیکھوں گا
تو میں غش کھا جاتا۔
خداوند پر انتظار کر؛
حوصلہ رکھ
اور وہ تیرے دل کو قوت دے گا؛
،ہاں، میں کہتا ہوں
خداوند پر انتظار کر۔
میں گمان کرتا ہوں
کہ اُس نے یہ آخری بات
اپنے ذاتی تجربے کی بنیاد پر بطور سفارش کہی۔
”خداوند پر انتظار کر؛“
—اُس نے آزمایا
—اُس کی حیرت انگیز تاثیر دیکھی
اپنے دل کو بحال کرنے میں۔
پس وہ کہتا ہے
،ہاں، میں کہتا ہوں“
”خداوند پر انتظار کر۔“